تبصرہ کتب

نام کتاب Pakistani Scholars on Quaid-i- Azam Muhammad Ali Jinnah

نام مصنف: ڈاکٹر ریاض احمد

سال اشاعت: ۱۹۹۹ء

صفحات: ۵۰۷

طابع: ایس۔ٹی پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی

قیمت: ۵۰۰ روپے

اس کتاب میں کل چھتیس مضامین ہیں جو آزاد کشمیر سمیت پاکستان کے تمام صوبوں کے محققین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ یہ مضامین قائداعظم کی شخصیت اور انکے کارناموں کو قوم کے سامنے تحقیقی پیرائے میں پیش کرتے ہیں۔ ان مضامین کو کتابی شکل میں شائع کر کے ڈاکٹر ریاض احمد نے قومی خدمت انجام دی ہے۔ کیونکہ عام طور پر اخباروں، رسالوں یا یادگاری تقاریب میں پڑھے گئے مضامین بہت جلد لوگوں کے ذہن سے محو ہو جاتے ہیں اور تھوڑے عرصے بعد سب انہیں بھول جاتے ہیں۔ قائداعظم جیسی عمدہ اور باصلاحیت شخصیت اس قوم کا اثاثہ ہے۔ ان پر تحقیق کرنا، لکھنا اور قوم کے سامنے ان کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا ایک قومی خدمت ہے۔ اس پر سونے پہ سہاگہ یہ کہ یہ کارہائے نمایاں اسی شعبہ کے ماہرین و محققین ہی سرانجام دیں۔ جیسے کہ شریف المجاہد، رضی حیدر واسطی، احمد سعید، عتیق ظفر شیخ، یعقوب مغل، مختار زمن اور ریاض احمد جیسی قابل قدر شخصیات شامل ہوں۔

ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ وہی قومیں زندہ جاوید رہتی ہیں جو اپنے محسنوں کے کارناموں کو یاد رکھتی ہیں اور انکو وقتاً فوقتاً دہراتی رہتی ہیں۔ یہ اعادہ ہمیں اپنی سمت کا تعین کرنے میں قطب نما کا کام دیتا ہے کہ ہمارے قائد اعلیٰ اقدار اور شخصیت کے حامل تھے اور ہمیں اپنے قائد کی تقلید کرتے ہوئے ان اقدار کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے جو قائد کی شخصیت کا حصہ تھیں۔ ہم بہت ہی خوش قسمت قوم ہیں کہ ہمیں قائداعظم جیسے اعلیٰ اوصاف کا لیڈر ملا۔ جن کی راست گوئی، دیانت اور قومی خلوص کو ان کے مخالفین نے بھی تسلیم کیا۔ حضور اکرمؐ کے بعد اگر کوئی شخصیت ہماری قوم کے لیے مشعل راہ ہے تو وہ قائداعظم کی شخصیت ہے۔ ڈاکٹر امبید کار نے لکھا ہے کہ ''جناح ہندوستان میں واحد سیاست دان ہیں جن پر کرپشن کا الزام نہیں لگ سکتا۔ انہوں نے ہمیشہ برطانوی حکومت پر جرأت مندانہ تنقید کی

ہے۔ان کو خریدا نہیں جاسکتا۔'' (صفدر محمود درد آگہی)

محمود علی' جو قائداعظم کی تحریک پاکستان کے ساتھی ہیں' اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ پاکستان بنانے کے لئے مختلف قراردادیں پیش کی گئیں۔اور قائداعظم نے سب کی باتیں جمہوری طریقے سے سن کر فیصلے کئے۔اس مقالہ میں محمود علی نے یہ بات واضح کی ہے کہ قائداعظم کی اعلیٰ قائدانہ صلاحیت کی وجہ سے سٹینلی والپورٹ (Stanley Wolpert) نے بجاطور پر آپ کی تعریف میں یہ کلمات کہے:

> "Few individuals significantly alter the course of history, Fewer still modify the map of the world. Hardly any one can be credited with creating anation state. Muhammad Ali Jinnah did all three.

ڈاکٹر ریاض احمد نے اپنے مضمون قائداعظم اور قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء میں لکھا ہے کہ کس طرح قائداعظم نے اپنا مطمع نظر صرف ایک جداگانہ مسلم ریاست پر مرکوز کر کے اس کے لئے مسلسل جدوجہد کی، اسے وضاحت سے بیان کیا اور انگریزوں، ہندوؤں، سکھوں سب کے سامنے اپنے کیس کو ایک زیرک وکیل کی طرح پیش کر کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ ملک کا انتظام کیا۔اس مشن کے دوران آپ کی جان کو بھی خطرہ رہا۔آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا، اس سب کے باوجود آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور کانگریس اور انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی کہ قائداعظم مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت سے کم پر ہرگز رضامند نہیں ہوں گے۔

شریف المجاہد اپنے کالج کے زمانے سے پاکستان اور قائداعظم کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ پاکستانی جب قائداعظم کے بارے میں لکھتے ہیں تو وہ عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں اور حقائق کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔قائداعظم ۱۹۱۳ء سے ۱۹۲۸ء تک مسلم لیگ اور کانگریس دونوں کے ممبر تھے۔جو دو مختلف سمت کی نشاندہی کر رہیں تھیں۔کیا قائد کا فیصلہ درست تھا کہ وہ بیک وقت دو پارٹیوں کے رکن رہیں۔اس بات پر تبصرہ شریف المجاہد نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔

مختار زمن نے اپنے مضمون ''قائداعظم بحیثیت ایک پارلیمنٹرین کے'' میں قائداعظم کے ایک کامیاب وکیل بننے کے گر بتائے ہیں کہ وہ نہ صرف کامیاب وکیلوں کی جرح کی تقاریر پڑھتے اور سنتے تھے بلکہ ان کی نشست و برخاست، لباس کے انتخاب پر بھی توجہ دیتے تھے اور ان کے اچھے طور طریقوں کو اپنی شخصیت کا حصہ بناتے تھے۔قائداعظم نے مختلف گورنمنٹ کیسوں کی پیروی کی اور ہر کیس میں ان کا زور اس بات پر رہا کہ اس میں لوگوں کی فلاح و

بہبود کا پہلو اولین حیثیت اختیار کرے۔ قائداعظم نے حکومت کی پالیسیوں پر نقطہ چینی بھی کی مگر کبھی بھی غیر مہذب زبان یا الفاظ استعمال نہیں کئے۔

''قائداعظم اور کشمیر'' میں میر عبدالعزیز جو تحریک کشمیر کے ایک سرگرم رکن ہیں، لکھا ہے کہ قائداعظم مسلمانوں کے لیڈر کی حیثیت سے ۱۹۲۶ء میں کشمیر تشریف لائے۔ جب شیخ عبداللہ اور چودھری غلام عباس وہاں کے سربراہ تھے اور ایک مہینے وہاں قیام کیا۔ ان کا دوسرا دورہ ۱۹۳۶ء میں ہوا اور وہاں کے لیڈران کانگریس کے زیر اثر تھے۔ اس ایک مہینے میں قائداعظم نے شیخ عبداللہ پر یہ بات واضح کر دی کہ مسلمانوں کی واحد جماعت مسلم لیگ ہے جو ہندوستان کے مسلمانوں کی جنگ لڑتی رہے گی۔ عبداللہ کو قائد کی یہ بات پسند نہیں آئی اور انہوں نے قائد کے لئے نہ زیبا الفاظ بھی استعمال کئے۔ مگر قائد اپنی بات پر قائم رہے۔ ماؤنٹ بیٹن کی ہمدردیاں کانگریس کے رہنماؤں کے ساتھ تھیں۔ اس کا فائدہ انہوں نے خاطر خواہ اٹھایا۔ جبکہ مسلمان صرف خدا اور قائد پر تکیہ کئے بیٹھے تھے۔ کانگریس کی کوشش تھی کہ وہ صوبہ سرحد کو کسی طرح پاکستان سے الگ رکھے۔ مگر صوبہ سرحد کے لوگوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دے کر کانگریس کی اسکیم کو ناکام بنا دیا۔

ہری سنگھ نے جنوری ۱۹۴۷ء میں ۳۵ ارکان زبردستی اسمبلی کے ممبر بنائے۔ جبکہ اسمبلی کی کل تعداد ستر ۷۰ تھی۔ اس میں اکثریت نے انڈیا سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ مگر قسمت سے کشمیر کا مسئلہ جوں کا توں موجود ہے۔ اس مقالہ کے آخر میں کشمیر کے سودے کی تفصیل بھی موجود ہے۔ جو ۱۶ مارچ، ۱۸۴۹ء میں انگریز اور گلاب سنگھ کے درمیان طے پائی۔

''جناح اقلیتوں کا وارث'' میں سلمان ہمایوں اور تنویر انجم نے لکھا ہے کہ قائداعظم نے اپنی ابتدائی تقریر میں ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد تمام شہری چاہے وہ کسی بھی فرقہ، مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اب پاکستان کے شہری ہیں اور ان کو وہی حقوق حاصل ہیں جو پاکستان کے کسی بھی شہری کو حاصل ہیں۔ قائداعظم نے اقلیتوں سے درخواست کی کہ وہ بھی پاکستان کے ساتھ وفادار رہیں اور اس کے بہتر مستقبل کے لئے کوشاں رہیں۔ قائد نے عید کے موقع پر فرمایا کہ اقلیتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ ڈاکٹر لال بہا علی نے ''قائداعظم کا دوسرا دورہ صوبہ سرحد ۱۰ تا ۲۷ نومبر، ۱۹۴۵ء میں قائداعظم کے دورہ صوبہ سرحد کی تفصیل لکھی ہے۔

نوشاد خان نے عبدالرب نشتر کے ان خطوط کو اپنے مقالہ کا موضوع بنایا ہے جو اب تک نہیں چھپے اور عبدالرب نشتر نے قائداعظم کے نام لکھے ہیں۔ یہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء کے دور پر محیط ہیں۔ ان خطوط کے ذریعے اس سلسلے میں ہماری رہنمائی ہوتی ہے۔ کہ صوبہ سرحد کے لوگ اسلام کی خاطر اکٹھے ہونے میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔ وہ کئی

سالوں سے کانگریس کے جھنڈے تلے تھے اور غفار خان کو اپنا لیڈر مانتے تھے۔ لیکن جب سوال پیدا ہوا کہ کیا وہ مسلمانوں کا تسلط اور اسلامی حکومت چاہتے ہیں یا ہندوؤں کی حکمرانی؟ تو ان کی ساری ہمدردیاں کانگریس سے ہٹ گئیں اور انہوں نے اسلام اور مسلم لیگ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو اہم سمجھا۔

ڈاکٹر یعقوب مغل کا موضوع ہے ''قائداعظم کا نظریہ پاکستان۔'' اس میں یعقوب مغل نے قائداعظم کی پاکستان کے لئے جدو جہد کی بنیادی وجہ یہ بتائی ہے کہ قائد چاہتے تھے کہ مسلمان سکون اور امن کے ساتھ اسلامی شناخت برقرار رکھتے ہوئے ترقی کی منازل طے کریں۔ علیحدہ ریاست مسلمانوں کے تشخص، ترقی اور تعمیر کے لئے بے حد ضروری تھی۔ قائداعظم نے واشگاف الفاظ میں یہ بات دہرائی کہ ہندو اور مسلم دو مختلف قومیں ہیں ان کے رسم و رواج، مذہب لباس، سب مختلف ہیں اس لئے ان کا ساتھ رہنا مشکل ہے۔ ثمینہ ندیم نے ایک اچھوتا پہلو قائداعظم کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے چنا ہے کہ قائد اپنی تقاریر میں کیسی زبان استعمال کرتے تھے۔ قائد کی تقاریر میں ایک سحر تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ سچی اور کھری بات کرتے تھے۔ وہ کسی کو خوش کرنے یا کسی کی خوشامد کے لئے بات نہیں کرتے تھے۔ اس مضمون کی تیاری میں ثمینہ ندیم نے بڑی محنت سے کام کیا ہے اور اکیس صفحوں کے مضمون کے لیے ۲۱۱ حوالہ جات قائد کی تقاریر کے دیے ہیں اور نفس مضمون کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ عزیز تارڑ نے ''جناح اور دہلی مسلم سفارشات پر لکھا ہے۔ قلب عابد نے ''قائداعظم کے مذاکرات کانگریس لیڈروں کے ساتھ''، سرفراز مرزا نے ''قائد اعظم نے پیچھے ہٹ جاؤ کسے کہا تھا'' کے عنوانات کے تحت مضامین لکھے ہیں۔

فاروق سولنگی نے ''قائداعظم جناح اور پاکستان'' کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قائداعظم ایک قد آور لیڈر تھے۔ شروع سے ہی وہ ایک اعلیٰ، پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ بچپن میں جب ان کے گھر کے ایک فرد نے پوچھا کہ آپ رات کو اتنی دیر تک کیوں پڑھتے رہتے ہیں۔ ان کا جواب یہ تھا کہ وہ بغیر پڑھے اور محنت کے ایک کامیاب انسان نہیں بن سکتے۔ اس مقصد کے لئے ان کو بہت محنت کرنی ہے۔ قائداعظم اس دھرتی کے بیٹے تھے۔ انہوں نے تعلیم انگلستان میں حاصل کی۔ وہیں کے اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت کے طریقے سیکھے اور انہیں کے ہتھیاروں سے اپنی قوم کی جنگ لڑی اور اسے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ علامہ اقبال، لیاقت علی خان، چودھری رحمت علی خان اور دوسرے مسلمان اکابرین نے بھی یہ بات قائد کے گوش گزار کی کہ آپ ہی وہ واحد شخص ہیں جو مسلمانوں کا کیس انگریز کی عدالت میں پیش کر سکتے ہیں اور یہ کیس جیت سکتے ہیں۔ ''قائداعظم اور پنجاب ۱۹۳۶۔۱۹۴۷ء'' محمد آصف رضوی نے تحریر کیا ہے۔ عتیق ظفر شیخ نے قائداعظم پر تحقیق کرنے والوں کے لئے ان ذرائع پر روشنی ڈالی ہے جن کی مدد سے وہ قائداعظم پر بنیادی کام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان حوالہ جات کے بغیر کسی بھی ریسرچ کو مکمل نہیں سمجھا جا سکتا۔ عتیق ظفر شیخ

کا مضمون اس لئے قابل تحسین ہے کیونکہ وہ منتظم اعلیٰ صدر نشین آرکائیوز ہیں اور ان کی دسترس میں تمام اہم دستاویزات، پاکستان اور قائداعظم سے متعلق ہیں اور ہر محقق ان سے استفادہ حاصل کرسکتا ہے جیسے۔

۱۔ قائداعظم پیپرز

۲۔ آزادی کی تحریک سے متعلق آرکائیو۔

۳۔ شمس الحسن کلکشن

ان سب کو ترتیب اور مختلف عنوان کے تحت رکھا گیا ہے۔ قائداعظم پر تصویری سیکشن علیحدہ ہے جس میں ان کی ۹۵۲ مختلف تصاویر ہیں۔

طارق رحمٰن نے ''مغربی پاکستان کا نظریہ بنگالی زبان تحریک، قائداعظم کے ریفرنس سے۔'' پر مضمون لکھا ہے۔ نسیم حسن شاہ نے قائداعظم کی شخصیت کو نہایت خوبصورت انداز سے پیش کیا ہے۔ کہ آیا قائداعظم قدامت پسند مسلمان تھے یا سیکولرازم کے دلدادہ تھے۔ وہ مختلف تقاریر اور بیانات کے حوالہ سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ سچے، کھرے اور سادہ سے مسلمان تھے۔ عبدالرزاق شاہد کا مضمون ہے۔ ''قائداعظم اور مسلم لیگ'' عبدالرزاق نے یہ بات باوّر کرانے کی کوشش کی ہے کہ مسلم لیگ اس وقت فعال ہوئی جب قائداعظم نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اس پارٹی کی کامیابی کے لئے قائداعظم کو اچھی خاصی جدوجہد کرنا پڑی کیونکہ مسلمانوں کی کئی پارٹیاں تھیں۔ ان سب کو ایک جھنڈے تلے لانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ''قائداعظم اور بلوچستان'' بہادر خان رودنی اس مضمون میں پہلے بلوچستان کی تاریخ بیان کی ہے پھر قائداعظم کا بلوچستان سے خصوصی لگاؤ کے بارے میں لکھا ہے کہ قائداعظم کے چودہ نکات میں بھی بلوچستان کی اصلاحات شامل تھیں۔ اس کے علاوہ صحت افزا مقام ہونے کے باعث بھی قائداعظم اکثر و بیشتر زیارت آتے جاتے رہتے تھے۔ بلوچستان کے اکابرین کی اکثریت بھی قائداعظم کی بہت عزت کرتی تھی اور پاکستان کے سلسلے میں انہوں نے قائداعظم کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔

منیر احمد بلوچ نے ''قائداعظم اور خان آف قلات'' میں بتایا ہے کہ خان آف قلات پاکستان میں شامل ہونے سے حیل وحجت سے کام لے رہے تھے۔ قائداعظم ان کے کے اس رویئے سے کچھ نالاں بھی تھے۔ بہرحال انہوں نے خان آف قلات سے گزارش کی کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کریں۔ جو بعد میں مارچ ۱۹۴۸ء کو انہیں کرنا پڑا۔ کیونکہ بلوچستان کی تمام آزاد ریاستوں نے پاکستان سے الحاق کو اپنی سالمیت کے لئے بہتر سمجھا۔ احمد سعید نے ''قائداعظم اور مولانا اشرف علی تھانوی'' کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے کہ دونوں میں کونسی خوبیاں مشترکہ تھیں۔

مسعود اختر زاہد نے ''قائداعظم جناح اور مسلم نیشنلزم'' پر مضمون لکھا ہے جس میں لکھا ہے کہ قائداعظم

ہندوستان اور انگلستان دونوں تہذیبوں سے اچھی طرح واقف تھے اور مسلمانوں کے کیس کو انگریز کی عدالت میں پیش کرنے کے لیے موزوں ترین شخص تھے۔

فاروق احمد ڈار نے ''قائداعظم کا نظریہ پاکستان اور انڈیا کے ساتھ تعلقات'' پر لکھا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم ہندوستان کے ساتھ اچھے ہمسائیوں والے تعلقات چاہتے تھے۔ مگر وہ ہندوستان کی بلاوجہ تنقید کے خلاف تھے۔ قائداعظم کو اس بات کا افسوس تھا کہ ہندوستان پاکستان کے وجود کو تسلیم کیوں نہیں کرتا۔ اگر وہ پاکستان کو تسلیم کر لے اس سے بہت سی مشکلات خود بخود ختم ہو جائیں گی اور دونوں ممالک اپنے اپنے لوگوں کی بہتری کے لئے کام کر سکیں گے۔

''مسرت عابد نے ''قائداعظم اور ماؤنٹ بیٹن'' پر لکھا ہے یہ ایک دلچسپ مقالہ ہے۔ ماؤنٹ بیٹن کے ہندوستان کا وائسرائے بننے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ملکہ کا رشتہ دار تھا اور ملکہ نے اسکی سفارش بھی کی تھی اور یہ کہ ہندوستان کے لیڈران جیسے نہرو اور پٹیل پہلے وائسرے ویول کو ناپسند کرتے تھے اور ویول بھی ان کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ وہ قائداعظم کو راست گوئی کی وجہ سے اچھا سمجھتا تھا۔ یہ ساری تحقیق قاری کے لئے دلچسپ ہے اور قائداعظم کی پوزیشن بھی واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ان کو کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور ہندوستان میں سیاسی طور پر مضبوط حضرات کس کس طرح پاکستان کو فیل کرنے کے منصوبے بناتے رہے۔ بنگال اور پنجاب کی تقسیم بھی اس سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ صرف قائداعظم کی ہمت اور انکا اس بات پر مصر رہنا کہ پاکستان بن کر رہے گا، قیام پاکستان کا موجب بنا ورنہ انگریز اور ہندو دونوں ہی اس کو کسی طرح بھی معرض وجود میں نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔

محمد عبدالرحمٰن کا مقالہ ہے ''قائداعظم اور ریاست حیدرآباد'' قائداعظم کی حیدرآباد دکن کے نظام سے چپقلش چل رہی تھی۔ البتہ حیدرآباد کے عوام قائداعظم سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور انہوں نے قائد کو وہاں آنے کی دعوت دی جو حیدرآباد کے نظام کو ناگوار گزری اور انہوں نے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۳۰ء تک قائداعظم پر پابندی لگا دی کہ وہ حیدرآباد تشریف نہ لائیں۔ جب پابندی اٹھائی تو ان دنوں قائد انگلستان جا چکے تھے۔

محمد عمر ''قائداعظم کے پارلیمانی کیریئر'' کو زیر بحث لائے ہیں۔ قائداعظم نے اس دور میں ہمیشہ شائستگی، حاضر دماغی کے ساتھ اپنے آپ کو منوایا۔ انہوں نے ہندوستان کے لوگوں کی فلاح اور بہبود کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ آپ نے اپنے فرائض کے دوران ہندوستان کے عوام کے حقوق کا خیال کیا۔ انگریز حکومت پر یہی زور دیا کہ وہ ہندوستان کے عوام کو حکومت کی باگ دوڑ میں شامل کریں۔ شیر محمد گریوال نے ''قائداعظم بطور داعی اسلامی نظام حکومت'' کے موضوع پر مضمون میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ قائداعظم کا مطمع نظر صرف قرآن ہی رہا۔ انہوں نے اسلامی قوانین

کا تفصیلی جائزہ لیا تھا اور دنیا بھر میں رائج قوانین کا مطالعہ کیا۔ وہ اچھے قوانین کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے قرآن شریف کے مطالعہ کو ضروری سمجھتے تھے۔ قائداعظم پاکستان بننے کے بعد امریکہ اور آسٹریلیا کے دوروں پر گئے تو وہاں بھی آپ نے پاکستان کی شناخت اسلامی حوالے سے کرائی اور سیکولر وطن کا کوئی تصور پیش نہیں کیا۔

انیس خورشید نے ''قائداعظم پر کتابیات'' کے حوالے سے لکھا ہے۔ انہوں نے قائداعظم کے حوالے سے چھپی کتابوں اور مختلف ادارے جو قائداعظم پر کام کر رہے ہیں ان کے بارے میں تفصیلی جائزہ دیا ہے۔

اعجاز حسین نے ''قائداعظم اور کشمیر'' کے حوالے سے لکھا ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ کشمیر کے بارے میں بہت لکھا جا چکا ہے مگر اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی کہ قائداعظم کشمیر کے بارے میں کیا چاہتے تھے۔

''قائداعظم اور پاکستان کی سفارتی پالیسی'' میں رفعت حسین نے لکھا ہے کہ قائداعظم تمام ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے خواہش مند تھے اور مسلمان ممالک سے برادرانہ تعلق چاہتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ فلسطینی بھائیوں کی حمایت کی اور انگریزوں پر نقطہ چینی کی۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے ''قائداعظم کی بلوچستان میں آمد'' پر لکھا ہے۔ قائداعظم ۲۶ جون، ۱۹۴۳ء میں محترمہ فاطمہ جناح کے ساتھ کوئٹہ تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ اس میں بلوچستان میں قائد کی مصروفیات کی تفصیل دی گئی ہے۔ پھر ستمبر ۱۹۴۵ء میں وہ دوبارہ تشریف لائے، اس میں آپ نے لوگوں سے Silver Bullets کی فرمائش کی تو ایک شخص نے آپکو ڈیڑھ من چاندی کی سلاخیں دیں۔ پھر پاکستان بننے کے بعد آپ کوئٹہ گئے۔ قلات، پشین، مستونگ، سبی ڈھاڈر، زیارت سب جگہ گئے اور لوگوں نے آپ کی عزت افزائی کی۔

''قائداعظم اور صوبہ سرحد کے مشائخ'' سید محمد روح الامین کی تحریر ہے۔ خواجہ رضی حیدر نے قائداعظم پر چالیس سال کے دوران اردو میں لکھی جانے والی کتابوں کا جائزہ پیش کیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر حیدر سندھی نے ''تذکرہ قائداعظم اور سندھی اشاعت'' میں سندھی زبان میں قائداعظم پر جو کچھ تحریر ہوا ہے اسکے متعلق بتایا ہے۔

یہ مجموعہ مضامین عام قاری اور مورخین کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں قائداعظم کی شخصیت کے بعض ایسے پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے جس کا ہر پاکستانی کو علم ہونا چاہئے۔ یہ کتاب پاکستان کے دانشوروں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے اور اپنے وطن کے لوگ اپنی تاریخ کا غیر ملکی مصنفین سے بہتر ادراک رکھتے ہیں۔ ہماری لکھی ہوئی کتابیں جہاں ماضی کا بے لاگ تجزیہ پیش کرتی ہیں وہاں مستقبل کی راہیں بھی روشن کرتی ہیں اور غیر ملکی ذہنی ''حملوں'' سے محفوظ رکھتیں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگ ایسی کتابیں پڑھیں سمجھیں تاکہ وہ بلا جواز تنقید کا موثر اور تسلی بخش جواب دے سکیں۔ علم کا سمندر بہت وسیع ہے اس میں ہر بات کا تریاق موجود ہے۔ ضرورت صرف اس

بات کی ہے کہ تیراک اچھا ہو اور وہ علم کے گوہر کو تلاش کر لائے۔ یہ کتاب قائداعظم محمد علی جناح اور تاریخ وتحریک پاکستان پر کام کرنے والے محققین کے لئے بہت کارآمد مواد فراہم کرتی ہے۔

فرح گل بقائی

بشکریہ ڈاکٹر ریاض احمد
گولڈن جوبلی سیل، وزارت کھیل، سیاحت اور امور نوجوانان،
قائداعظم چیئر، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔